بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا مسئلہ - علماء دین کے ساتھ مشاورتی اجلاس

قرارداد

عقد (نکاح) ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں شریک ہونے کے بعد، مرد اور عورت دونوں پر کچھ گھریلو، سماجی اور معاشی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں لہٰذا یہ لازم ہے کہ عقد کرتے وقت اُن کو ان ذمہ داریوں کا علم ہونا چاہیے اور اس میں ایک چیز ان کی جسمانی صحت ہے۔ ایک اُن کی دیگر سماجی ذمہ داریاں ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہے۔ اسی طرح ان کی معیشت کے مسائل ہیں۔ مثال کے طور پر مرد میں مہر اور نان نفقہ ادا کرنے کی استطاعت ہونی چاہیے۔ کفالت کی ذمہ داری مرد کی ہے اور عورت کے اندر یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ صحت مند بچوں کو جنم دے سکے، اپنی صحت کا بھی خیال رکھ سکے اور ان کی تربیت بھی کر سکے یعنی ماں بننے کی ذمہ داریاں ادا کر سکے۔ ہمارا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح کرتے وقت یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ دونوں (مرد و عورت) اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ فقہ اور اسلام کی تعلیم ہے کہ اُس نے نکاح کے لئے عمر کی کوئی حد مقرر نہیں کی، نہ زیادہ نہ کم۔ لیکن جب اس رشتے کو ذمہ داریوں کی روشنی میں متعین کیا جاتا ہے تو لازم ہے کہ آپ اس کیلئے کوئی عمر کی حد ضرور رکھیں جو ایک عموم پر مشتمل ہو۔ قانون ہمیشہ عموم کی بنیاد پر بنتا ہے۔ استثنیٰ کی بنیاد پر نہیں بنتا اور جب بھی کوئی مسئلہ عدالت میں زیر بحث آتا ہے تو یہ استثنیٰ قانون میں خود بخود شامل ہوتا ہے اور عدالت یا متعلقہ ادارہ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ دیتا ہے۔ اس لیے اس عموم کو پیش نظر رکھ کر قانون سازی کی جا سکتی ہے اور اگر کوئی مسلمانوں کا نظم اجتماعی اور مسلمانوں کی حکومت اس بارے میں قانون سازی کرتی ہے عمر کی حد کا تعین کرتی ہے تو وہ اس کا حق رکھتی ہے۔ لہٰذا ہمارا نظم اجتماعی (پاکستان کی ریاست) بھی یہ حق رکھتی ہے کہ اس بارے میں قانونی سازی کر سکتی ہے اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہی کہ قانون سازی مسائل کا حل نہیں ہوتی جب تک کہ معاشرہ خود فکری، ذہنی طور پر اس قابل نہ ہو کہ قانون کی ساری جہتوں کو سمجھ سکے، اس کے اطلاقات کو سمجھ سکے اور اس کے مطابق صحیح فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہو۔ اگر معاشرہ ذہنی طور پر قانون کے ساتھ نہیں کھڑا تو پھر قانون بعض اوقات غیر مؤثر ہو جاتا ہے جیسے ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔

علماء اور وہ تمام سماجی ادارے جو رائے ساز ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس ضمن میں اپنا کردار ادا کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ اسلام کم عمری کی شادی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ کم عمری کی شادیاں یا ذمہ داری کے قابل نہ ہونے کی شکل میں جب لڑکے اور لڑکی پر یہ ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے تو اس سے کس نوعیت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ جسمانی صحت سے بھی متعلق ہیں اور معاشرتی اخلاق سے بھی متعلق ہیں۔ اسی طرح خاندان کے ادارے کی بقاء اور سلامتی سے بھی متعلق ہیں اس لیے ان کو بھی پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

اس وقت ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں اس کا تناظر ہمارے پیش نظر ہے۔ بہت ساری چیزیں ہمارے دینی احکامات میں موجود ہیں جو آئیڈیل ہیں جو مثالی ہیں اور ہمیشہ ہمارے لیے رہنما رہیں گی لیکن جب بھی آپ قانون کا، دین کا، احکامات کا اطلاق کر رہے ہوتے ہیں تو معاشرے کا ایک عرف ہوتا ہے، ایک معاشرے کا عمومی طرز عمل ہوتا ہے، اس کو پیش نظر رکھ کر آپ قانون بھی بناتے ہیں۔ عرف کا بھی پیش نظر رکھ کر آپ اپنے معاشرے کو لے کر چلیں گے اور اس کی روشنی میں دین کا بھی اطلاق کریں گے۔ احکامات کا بھی اطلاق کریں گے اور دیگر امور کو بھی دیکھیں گے۔ اس لیے یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ چونکہ ہم ایک صحت مند ماں چاہتے ہیں ایک صحت مند باپ چاہتے ہیں اور ایک صحت مند بچہ چاہتے ہیں تا کہ آئندہ آنے والی نسل بھی صحت مند ہو تو یہ وہ بنیادی تقاضا ہے ایک اچھے خاندان کا جس کو ہم نظر انداز نہیں کر

سکتے۔لہٰذا ہمیں دیکھنا ہے کہ خاندان کے ادارے کی بنیاد رکھتے ہوئے، کیا ہم ایک صحت مند نسل کو پرورش دینے کی پوزیشن میں ہیں؟ کیا ماں باپ والدین کی شکل میں جو ادارہ وجود میں لا رہے ہیں اس قابل ہے کہ ریاست کو ایک صحت مند معاشرہ اور ایک صحت مند نسل دے سکے؟ اس لیے کہ بچوں کی کفالت کے ساتھ اُن کی تربیت بھی ہوتی ہے، ان کی تعلیم بھی ہوتی ہے۔ یہ ساری ذمہ داریاں ہوتی ہیں صرف دو وقت کا کھانا ضروری نہیں۔ رزق وہ رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن والدین کی بہت ساری ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ دین بیان کرتا ہے کہ نماز اس کو کس عمر میں سکھانی ہے، کس عمر میں دیگر باتوں کی تعلیم دینی ہے، یہ دین سکھاتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ بچے کی ذمہ داری والد اور والدہ ادا کرنے کی قابل ہوں، ذہنی طور پر، فکری طور پر، تعلیمی طور پر، سماجی طور پر اور معاشی طور پر ضروری ہے ان ساری چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے اداروں کو بنائیں تا کہ کسی طریقے سے بچوں کا استحصال نہ ہو اور وہ ایک صحت مند روایت کے طور پر اور صحت مند نسل کے طور پر آگے بڑھ سکیں۔

دستخط شرکاء

خورشید احمد ندیم
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

مولانا محمد شریف ہزاروی
مدرسہ دار السلام جی سکس فور اسلام آباد

مفتی گلزار احمد نعیمی
جامعہ نعیمیہ، جی نائن، اسلام آباد

پروفیسر عبد الرحمان لدھیانوی
سابق نائب امیر جماعت اہلحدیث پنجاب، لاہور

احمد یوسف بنوری
جامعہ علوم الاسلامی، بنوری ٹاؤن، کراچی

علامہ حسن رضا باقر
ادارہ منہاج الحسین، جوہر ٹاؤن، لاہور

ڈاکٹر عزیز رحمان
اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

مفتی غلام ماجد
سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

مفتی احمد رضا
دار الافتاء والارشاد فیصل آباد

مفتی عبد الرحمان مروت
ریسرچ سکالر، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

مفتی امجد عباس
ریسرچ سکالر، البصیرہ جامعۃ الکوثر، اسلام آباد

اضافی نوٹ/ریمارکس،

نوٹ از محمد احمد رضا: راقم اس قرارداد سے مجموعی اعتبار سے متفق ہے۔ البتہ پہلے پیراگراف میں جو مرد و عورت کی ذمہ داریاں، ان کے علمی اور سماجی و معاشی مسائل کے ادراک اور ذمہ داریاں ادا کرنے کی اہلیت کی بات ہے یہ ہمارے معاشرے کے تناظر میں درست ہے، قدیم فقہی احکام کا پس منظر نہیں ہے۔

نوٹ: اصولی طور پر اس قرارداد سے اتفاق کے ساتھ، یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے ~~کہ~~ کہ اس بابت قانون سازی اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں کی جانی چاہییں۔

نوٹ: از غلام ماجد: مجموعی اعتبار سے قرارداد سے اتفاق ہے البتہ قانون سازی سے قبل ذہن سازی اور آگاہی ایک ضروری امر ہے۔ نیز قانون سازی سے قبل ملک کے بڑے علمی اور اجتماعی اجتہادی اداروں کا اتفاق ضروری ہے۔ - غلام

نوٹ:- میری دانست میں یہ کہنا کہ "اسلام کم عمری کی شادی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہے" بہتر یہ کہنا ہوگا کہ "کم عمری کی شادی کے جواز کے ہونے کے باوجود "ایسا کیا جانا" کہیں بھی اسلام میں کسی بھی جگہ مطلوب و مقصود نہیں ہے"